کراچی

قدامت، واقعات، روایات

غلام رسول کلمتی

سید ہاشمی ریفرنس کتابجاہ

جملہ حقوق بحق سید ہاشمی ریفرنس کتابجاہ محفوظ ہیں

کتاب : کراچی
قدامت، واقعات، روایات

مصنف : غلام رسول کلمتی

کمپوزنگ : غلام رسول کلمتی

سرتاک : ظریف بلوچ

اشاعت : ۲۰۱۴

صفحات : ۲۰۰

قیمت : ۳۵۰ روپے

سید ہاشمی ریفرنس کتابجاہ

دہکان گارڈن ملوک ہوٹل، ملیر کراچی

ھون ءِ ٹرمپانی نام ءَ

من نامیثنگ مَڈّی

ھما کہ چو لال ءَ شنگ گپتگیناں رِتک اَنت ڈگار ءَ

پہ پہریز ءَ ڈیھ ءِ

ھما ھون ءِ سُہری

ھمک دیگر ءُ روچ روز ردءِ وھد ءَ

من ءَ بام ءِ وشیں مستاگے دنت اِں

(ملا کلمتی)

ترجمہ:

خون کے موتی

گُہر پاروں کے نام

جن کی سرخی شام کے افسردہ رنگوں کو

سدا دیتی ہے صبحوں کا پیام

ان کی خوشبو سے وطن کی خاک رہتی ہے

ہمیشہ شادکام

(اللہ بخش بزدار)

فہرست

پیش گال
سرنامہ ۶
کراچی کی تاریخ ایک بستی سے کیوں ۱۰

قدامت ۱۵
کراچی کی قدامت ۱۶
کراچی ناموں کے گرداب میں ۱۹
کروکالا، سکندری جنت ۲۰
دیبل ۲۲
ڈربو یا دربو ۲۵
کرازی اور کلاچی ۲۹
کلاتی بندر ۳۲
ناموں میں تبدیلی کے اسباب ۳۳
کراچی قبل مسیح میں ۳۷
ملکہ سمی رامس کی آمد ۳۹
کراچی آریائی خطہ ۴۲
ہخامنشی بادشاہت ۴۵
دور سکندری ۴۹
بعد از مسیح ۵۲
بلوچ رہنما سیاہ سوار ۵۴
اسلامی دور ۵۸
محمد بن قاسم کی آمد ۶۲
قبائلی دور ۶۴
میر چاکر رند کے زمانے میں ۷۴
ارغون دور ۷۹
ترخان دور ۸۲
کلہوڑہ دور ۸۳
ٹالپر دور ۸۷
انگریزوں کی آمد ۹۱

کراچی کے اطراف میں مشکلات ۹۸
ملیر کے سردار انگریزی چھاؤنی میں ۱۰۱
واقعات ———— ۱۰۷
سکندر کی مزاحمت ۱۰۹
میر اسحاق اور میر رامین کی شہادت ۱۱۱
پہلا خودکش طرز کا حملہ ۱۱۳
کلہوڑوں کا ملیر پر لشکر کشی ۱۱۴
کراچی ریاست قلات میں ۱۱۸
کراچی پر ٹالپر حملہ ۱۲۱
اُتمی یا اُتمانی قزاقوں کا کراچی پر حملہ ۱۲۳
کراچی میں پہلا ہڑتال اور احتجاج ۱۲۵
اناج کی ذخیرے کی تباہی اور تاوان ۱۲۶
کراچی میں پہلا دھرنا ۱۲۹
کراچی پر انگریزی حملہ ۱۲۹
کراچی میں خوف کی فضا ۱۳۵
سندھ کا پرچم لپیٹ دیا گیا ۱۳۷
چاکر جوکھیا کا فوجی دستے پر کامیاب حملہ ۱۳۹
ملیر پر فوج لشکر کشی ۱۴۰
شہباز یں شہید چاکر کلمتی ۱۴۴
سائیں داد کلمتی کا حملہ ۱۵۴
ناکام بغاوت ۱۵۵
کراچی پر بے ترتیب آبادی کا یلغار ۱۶۰
روایات ———— ۱۶۳
مورڑو میر بحر اور مگرمچھ ۱۶۶
موکی متارا ۱۷۰
کلمت وبلفت کی لڑائیاں ۱۷۳
بی بی سازین اور گرگٹ والی لڑائی ۱۸۵
للہ وگراناز ۱۹۰
حرف آخر ۱۹۹

سرنامہ

کراچی کی تاریخ اس کے باشندوں کے پاس ہے۔اس کی اپنی تاریخ نہ اب تک کسی کتاب کے حصے میں آئی، اور نہ ہی کوئی تاریخ نویس قلمبند کرسکا۔

اس شہرعظیم کی تاریخ نہ ہونے کی ایک وجہ ہے، اور یہ وجہ خود لفظ تاریخ کے مفہوم اوراس کے استعمال میں مضمر ہے۔ کہتے ہیں کہ اب تک تاریخیں لکھی نہیں جاتی تھیں، بلکہ وہ اکثر و بیشتر لکھوائی جاتی تھیں۔یعنی ہم نہیں کہہ سکتے کہ کسی سماج میں اس درجہ تاریخ کے لکھنے لکھانے کا پاس تھا کہ نہایت ذمیوار بندہ خدا اس جذبہ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا اور کسی نفع و نقصان کی پرواہ کیے بغیر وہ دو سے زائد صفحے لکھ ڈالتا۔

بھلا آپ بتلائیے کہ صاحب اثر و صاحب ثروت کے دستبرد سے بھی کوئی اب تک بچ سکا ہے؟

کراچی کی تاریخ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر آج تک کسی سلطنت نے نہ کبھی اپنا دارالحکومت بنایا، نہ ہی کبھی کسی حکومت کو ایسی ضرورت پیش آئی کہ وہ اس علاقہ میں کوئی شالامار بنا ڈالتا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ کراچی اور اس کے گرداگرد نہ ہی کوئی زرخیز وادیاں تھیں، نہ ہی بہت بڑی ندیاں یہاں سے گذرتی تھیں، نہ یہاں ہیروں کی کانیں تھیں ۔اور تو اور یہاں سے سونا تو کجا لوہا بھی نہیں نکلتا تھا۔ پھر اس پہ طرہ یہ کہ یہاں رہنے والے قبائل بھی کوئی سہل پسند لوگ نہیں تھے کہ کسی شہزادہ کے نخرے برداشت کرتے۔ آزادی پسند لوگوں نے ہردم اپنی انوکھی روش کو ہی بہتر جانا، اگر حکومتی فوج کا کوئی دستہ یہاں سے گذرتا تو لوگ اس کو اپنی زندگی میں خلل قرار دیتے۔ عین ممکن ہوتا کہ کوئی چھوٹی سے بات، تنازع کا باعث بن جاتی اور سرکاری ہرکارے اپنی جان سے جاتے۔ اگر کوئی بہت بڑی فوج ان کو سزا دینے کیلئے آتی تو لوگ اپنے گھربار چھوڑ کر مشکل راہیں اختیار کر لیتے۔ چونکہ یہ خطہ نہ ہی بہت اناج اگاتا تھا اور نہ آسانی سے یہاں پانی میسر ہوتا تھا تو سرکاری فوج بھی بہت جلد

اپنے خرچے کے بوجھ تلے خوار ہوکر واپسی کا رخ اختیار کرتی۔

جو علاقے خوشحال ہوتے ہیں اور جہاں اقتصادی بڑھوتی کے امکانات ہوتے ہیں، وہاں پر حکمران دلچسپی رکھتے ہیں۔ یونہی بے وجہ سلطنتیں اپنا وقت برباد کرتی ہیں نہ پیسہ۔

کراچی شہر کے گرداگرد جو علاقہ واقع ہے اس کا بھی وہی مزاج ہے جو کراچی کا تھا۔ اس کراچی کا حدود اربع کیا تھا؟ یہ ایک دلچسپ اور ضروری سوال ہے۔ اگر ہم جغرافیہ کے طالب علم ہیں تو ہم یہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ کسی خطہ کی حدود پہلے جغرافیہ کے خدوخال کی وجہ سے متعین ہوتی ہیں بعد میں سیاسی وجہیں آتی ہیں۔ یہاں پر بھی یہی عوامل کارفرما تھے۔ جہاں تک دریائے سندھ کا میٹھا پانی آتا تھا وہ سارا علاقہ بارہویں صدی کے بعد ہندوستان کی سیاسی حکومتوں کی نظر واثر میں رہا۔ لیکن جو خطہ پہاڑی ندی نالوں اور برساتوں کا محتاج تھا وہ ہمیشہ سے بڑی حکومتوں کے دائرہ کار سے دور تھا اور اس نے اپنے قبائلی خدوخال برقرار رکھے۔

اگر آٹھویں صدی عیسوی کا ہم کوئی نقشہ بناتے ہیں تو کراچی کی حدود یقیناً یہ ہونگی:

مشرق میں دیبل کا بندر اور اس سے ملحقہ خطہ۔

شمال میں نیرون کوٹ، بدھیا، جو کہ کھیرتھر کی پہاڑیوں تک تھا۔

مغرب میں بیلہ اور مکران اور جنوب میں سمندر۔

یہ ایک خاصا بڑا علاقہ بنتا ہے، اور یہاں رہنے والوں کا مزاج، ان کی بود باش، ان کی رسمیں اور معاملات سب یکساں تھے۔

جب اس خطے سے سرکاری مال خانہ میں کچھ بھی رقم نہیں پہنچتی تھی تو یہاں کا ذکر بھی حکومتی بہی کھاتہ میں نہیں آتا تھا۔ اور نہ ہی یہاں کوئی اہلکار تعینات رہتا، کیونکہ اس کے خرچہ اور نخرے اٹھانے کو یہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہی اس خطہ کا مزاج تھا اور یہی اس کی تاریخ۔

جب بھلا کسی خطہ کی تاریخ ہی یہ ہو کہ اس کا ذکر سرکاری کتابوں میں نہ ہو تو پھر

کیسے اس کراچی کی کوئی تاریخ لکھی جاتی۔

یہی وجہ ہے کہ کراچی کی تاریخ کوئی سند یافتہ تاریخ نویس نہیں لکھ سکتا، کیونکہ اس کو جس قسم کی دستاویزات چاہئیں وہ دستیاب نہیں ہوسکتی، جو تذکرے انہیں درکار ہوتے ہیں وہ لکھے ہی نہیں گئے، اور جو تعلقہ دار، اہلکار وصوبہ دار وہ تلاش کرتا، وہ کبھی تعینات ہی نہ ہوئے۔

کراچی کی تاریخ دو قسم کے لوگ ہی لکھ سکتے ہیں۔ ایک وہ جو چابکدست ماہرین آثارقدیمہ ہوں، جنہیں اس دشوار گذار راہوں کا گہرا علم ہو۔ اور دوسرے وہ جو روایتوں کے امین ہوں۔ لوک ادب تک دسترس رکھتے ہوں اور دل میں اس خطہ کیلئے محبت رکھتے ہوں۔ ملا کلمتی اس دوسری قسم کی بہت ہی مناسب مثال ہیں۔

کراچی سے ان کا رشتہ جدی پشتی ہے، ان کے قبیلے نے اسی خطے میں صدیوں سے آمدورفت رکھی ہے۔ اس ارض مقدس کو جس محبت سے یہ قبیلہ دیکھتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ جب تندیٔ باد سے مجبور ہو کر انہوں نے اپنے اجداد کی سرزمین (ایران) کو خیر باد کیا تب اپنے ساتھ اپنی زمین کی مٹی رکھ لی۔ ایرانی مکران سے مشرق کی طرف سفر کرتے رہے اور جہاں انہیں عین اسی قسم کی مٹی نظر آئی وہیں آباد ہوگئے۔ اور انہیں یہاں آئے سات صدیوں سے بھی زیادہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ اور اس مٹی کی محبت نے انہیں یہاں سے کہیں ہلنے کا موقع بھی نہیں دیا۔ کلمتی بلوچوں نے خطہ کراچی میں کئی سو بستیاں آباد کیں، وہ یہاں کہ علاقائی مزاج میں ایسے رس بس گئے کہ یہیں کہ ہو کر رہ گئے۔ یہاں کے ندی نالے، جنگل گھاٹیاں، برسات پر پلنے والی چراگاہیں ان کی زندگی کے انوکھے ڈھنگ کا گواہ بن کے رہ گیا۔ کلمتیوں نے روایتی بلوچ قبائلی حمیت کو زبان دے دی۔ انہوں نے اپنی تاریخ لوک شاعری میں قلم کردی، جس کا علمی درجہ تو کوئی خاص نہیں، لیکن انسانی درجہ بہت اہم ہے۔ دوسرے انہوں نے اپنی تاریخ کو پتھروں میں ڈھال دیا ہے۔ یہ خوبصورت تراشیدہ پتھر ان کے آباواجداد کی قبروں پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو کہ ہزاروں کی تعداد میں اس خطہ میں جابجا ملتے ہیں۔ اس خطہ کی گذشتہ سات سو سال کی اگر کوئی تاریخ ہوسکتی ہے تو وہ کلمتیوں کی تاریخ

بھی ہے۔ ملا کلمتی بلوچی زبان کے شاعر ہیں اور دیگر علمی سرگرمیوں میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ ان کی موجودہ کتاب ان کی محبت کا ایک نمونہ ہے۔ یہ اس سرزمین کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے اپنے اوپر جو قرض تھا اس کو بہ احسن ادا کر دیا ہے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ لاشاری

کراچی۔ جنوری۔ ۲۰۱۴